75644-فٹ بال تیار کرنے کا ہنر اختیار کرنے کا حکم

سوال

فٹ بال بنانے کا ہنر اختیار کرنے کا حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

ہنر یا حرفۃ کی تعریف الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ذیل کی گئی ہے :

الاحتراف لغت میں الاکتساب ، یا کمائی کے لیے کوئی ہنر اختیار کرنے کا نام ہے .

اور حرفۃ ہر وہ کام اور ہنر ہے جس میں انسان مشغول ہو اور اس کے ساتھ مشہور ہو جائے ، کہا جاتا ہے فلان شخص کا ہنر یہ ہے ، اس سے ان کی مراد اس کی عادت اور کمائی کا طریقہ ہوتا ہے ، اور یہ اس معنی میں صنعت و کام کے مترادف ہوگا .

اور رہا پیشہ تو پیشے اور ہنر میں کوئی فرق نہیں ؛ کیونکہ پیشے کا معنی اور لفظ ہنر کے مترادف ہی ہے ، اور ان میں سے ہر ایک سے مراد کسی کام کا ماہر ہونا مراد ہے .

اور لغوی فقہاء اس میں موافق ہیں ، اور وہ ہنر اختیار کرنے کو ہی حرفۃ اور کمائی پر ہی اس کا اطلاق کرتے ہیں "

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ (69/2).

اور اس دور میں اس کھیل میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے غافل ہونے کی بنا پر کسی شخص کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ فٹ بال یا کوئی اور کھیل کھیلنے کے حکم میں فتوی دے ، چہ جائیکہ اسے بطور ہنر اختیار کیا جائے ، آج اس ماحول نے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے ، اس کھیل میں ایک تو ستر پوشی نہیں ، بلکہ ستر کو ننگا رکھا جاتا ہے ، اور دوسری چیز نمازیں ضائع کی جاتی ہیں ، اور فتنہ و فساد اور شہوات کا پیش خیمہ ہے ، اور اذیت و تکلیف اور زخمی ہونے کے احتمالات ہیں ، اور اس کے ساتھ ساتھ اطاعت و فرمانبرداری سے غفلت بھی پائی جاتی ہے .

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس وقت فٹ بال کھیلنے میں بہت سے قباحتیں اور خرابیاں پائی جاتی ہیں ، جن کا تقاضا ہے کہ اس کھیل سے منع کر دیا جائے ، ان امور کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے :

اول :

ہمیں یہ بات صحیح طرح ثابت ہو چکی ہے کہ یہ کھیل نمازوں کے اوقات میں کھیلا جاتا ہے ، جس کے نتیجہ میں کھلاڑیوں اور ناظرین کی نمازیں یا پھر نماز باجماعت ترک ہو جاتی ہے ، یا پھر نماز وقت میں ادا کرنے کی بجائے اس میں تاخیر ہو جاتی ہے .

اور جو کام اور عمل بھی نماز کی ادائیگی میں حائل ہوتا ہو ، یا نماز باجماعت فوت ہونے کا باعث بنے تو اس کے حرام ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ، جب تک کہ اسمیں کوئی شرعی عذر نہ ہو .

دوم :

اس کھیل میں لوگوں کے گروہ بن جاتے ہیں جس کی بنا پر ان میں جھگڑا اور دھنگا وفساد، یا پھر فتنہ اور بغض وکینہ اور حسد پیدا ہوتا ہے اور یہ نتائج تو اس چیز کے برعکس ہیں جس کی اسلام دعوت دیتا ہے، کہ ایک دوسرے کو معاف اور درگزر کیا جائے، اور آپ میں محبت والفت اور بھائی چارہ کی فضا قائم کی جائے، اور لوگوں کے دلوں اور ضمیر بغض وحسد اور کینہ اور نفرت سے پاک صاف کیے جائیں.

سوم :

اس کھیل میں کھلاڑیوں میں تصادم اور ایک دوسرے سے بال چھیننے میں دھکم پیل کی نتیجہ میں کھلاڑیوں کے بدن کو خطرہ اور نقصان کا اندیشہ ہے، اور جب کھلاڑی اپنے کھیل کا اختتام کرتے ہیں تو ان میں سے بعض تو میدان میں ہی بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں، یا پھر اس کی ٹانگ یا بازو کی ہڈی ٹوٹ چکی ہوتی ہے، اس کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ کھیل کے وقت ان کے قریب ایمبولس گاڑی اور فسٹ ایڈ ضرور ہونی چاہیے.

چہارم :

ورزش والی کھیلیں مباح اور جائز ہونے کا مقصد اور غرض یہ ہوتی ہے کہ بدن میں چستی اور پھرتی پیدا ہو اور قتال کی ٹریننگ اور دائمی بیماریوں کا قلع قمع ہو سکے، لیکن اب فٹ بال کھیلنے کا مقصد ان امور سے کوئی ایک بھی نہیں ہے، ان خرابیوں جن کا بیان اوپر ہو چکا ہے کے ساتھ ساتھ باطل طریقہ مال کو خرچ کرنا بھی شامل ہے، اور اس پر مستزاد یہ کہ کھلاڑیوں کی جان اور جسم خطرہ میں پڑے ہوتے ہیں، اور کھلاڑیوں اور ناظرین اور تماشائیوں کے دلوں میں حسد وبغض اور کینہ جیسی بیماریاں بھی جنم لیتی ہیں، اور بعض اوقات تو معاملہ اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ کچھ تماشائی بعض کھلاڑیوں پر زیادتی اور قتل تک بھی کرتے ہیں، جیسا کہ کچھ ماہ قبل ایک فٹ بال مقابلہ میں ہوا بھی ہے، اس کھیل کی ممانعت کے لیے صرف یہی ایک چیز کافی ہے.

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے"

فتاوی ابن ابراہیم (8/116–117).

لیکن رہا یہ کھیل اس لیے کھیلا جائے تا کہ جسم قوی اور چست ہو یا پھر کسی بیماری کے علاج کے لیے کھیلا جائے، اور اس میں کوئی بھی ممنوعہ چیز نہ پائی جائے تو پھر یہ جائز ہوگا.

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس طرح کے کھیلوں میں اصل تو جواز ہی ہے، جب یہ بری اور اس کا کوئی ہدف ہو، جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الفروسیۃ" میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ للہ وغیرہ نے اسے بیان کیا ہے.

اور اگر اس میں جہاد کی ٹریننگ، اور آگے بڑھ کر حملہ کر کے پلٹنے کی ٹریننگ ہو، اور دائمی بماریوں کا قلع قمع کرنے، اور روح کو معنوی تقویت دینے کے لیے ہو تو اس وقت یہ مستحبات میں شامل ہوگا جب کھیلنے والا اپنی نیت صحیح کریگا، اور سب کے لیے شرط یہ ہے کہ نہ تو اس میں جسم کو ضرر اور نقصان ہو، اور نہ ہی جان کو خطرہ ہو، اور نہ ہی اس کے نتیجہ میں کھلاڑیوں کے مابین کسی بھی قسم کا بغض وحسد اور کینہ پیدا ہو، اور جو اس سے بھی اہم معاملہ ہو اس سے وہ مشغول نہ ہو جائے، اور نہ ہی یہ کھیل اسے اللہ تعالی کے ذکر اور نماز سے روکے" انتہی.

دیکھیں : فتاوی ابن ابراہیم (8/118).

اور رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے :

"اوراس مخصوص اور منظم طریقہ پر فٹ بال کھیلنا جو کھلاڑیوں کو دو فریق بنا دے، اوراس کا معاوضہ رکھا جائے، یا معاوضہ نہ رکھا جائے ایسا کھیل نہیں کھیلنا چاہیے، کیونکہ یہ اللہ تعالی کے ذکر سے روکنے، اور نماز سے روکنے پر مشتمل ہے۔

اوراس کے ساتھ ساتھ باطل طریقہ سے مال کھانے پر بھی مشتمل ہو سکتا ہے، تواس طرح یہ جوا اور قماربازی کے ساتھ مل جائیگا جس کی بنا پر یہ کھیل بعض وجوہات کی بنا پر شطرنج سے مشابہ ہوگا۔

لیکن ایک یا دو شخص فٹ بال کو لڑھکاتے پھریں اوراس سے کھلیں جو غیر منظم ہو تواس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ کسی ممنوعہ کام پر مشتمل نہیں۔ واللہ اعلم" انتہی

دیکھیں: فتاوی ابن ابراہیم (119/8).

اور سوال نمبر (22305) کے جواب میں فٹ بال کھیلنے کے جواز کی شروط کا بیان ہوچکا ہے جس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ:

تیسری شرط:

کھلاڑی کا اکثر وقت اس میں مستغرق نہ ہوجائے، چہ جائیکہ وہ سارا وقت ہی کھیلتا رہے، یا وہ لوگوں میں معروف ہی اس کھیل کے ساتھ ہو، یا اس کی ملازمت اوراس کا کام ہی یہ ہو، کیونکہ خدشہ ہے کہ ایسا کرنے والے کھلاڑی پر اللہ تعالی کا درج ذیل فرمان صادق نہ آجائے:

{وہ لوگ جنوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا اورانہیں دنیا کی زندگی نے دھوکہ میں ڈال دیا توآج ہم بھی انہیں بھلا دینگے}. انتہی.

اس سے یہ واضح ہوا کہ اس وقت موجود فٹ بال کا ہنر اختیار کرنا حرام ہے، کیونکہ اس میں بہت سے شرعی ممنوعات پائے جاتے ہیں، اگرچہ اصل میں فٹ بال کھیلنا مباح ہے۔

اور خاص کر جب ہمیں یہ معلوم ہے کہ اس ہنر اور مہارت کے لوازمات میں کفریہ ممالک کا سفر کرنا شامل ہے، تا کہ وہاں عالمی کاؤنٹیوں میں کھیلا جا سکے، اور کسی پر بھی یہ مخفی نہیں کہ ان کفریہ ممالک میں کیا کچھ فتنہ وفساد اور خرابیاں اور فحاشی پائی اتی ہے، اوراسی طرح کھلاڑیوں کو اپنی شہرت اور مال و دولت کی بنا پر عورتوں کے فتنہ وفساد کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

یہاں ایک تنبیہ یہ بھی ہے کہ کفار ممالک میں رہنا اور بودوباش اختیار کرنا حرام ہے، اور بغیر معینہ شروط اور ضرورت کے وہاں رہنا جائز نہیں، اس کا بیان سوال نمبر (27211) کے جواب میں گزر چکا ہے۔

واللہ اعلم.